اِشَاعَةُ السُّنَّةِ النَّبَوِیَّہ

عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃ

نمبر چہارم و پنجم و ششم ۱۱ معہ ضمیمہ متضمن مسائل مذہب بین اہل السنۃ

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً ۵؎ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خاص (روساء ا[illegible]
روپیہ عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوا[ر]
سے ۲؎ روپیہ لئے جاتے ہین۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین
روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس [illegible]
ہین اون کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے
تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ۔ رعایتی ۱؎ ۔ ادنی ۱۲؎
اقل

ابوسعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لا[ہور]

اشاعۃ السنۃ کی غیر حاضری پر عذر آوری

رسالہ نمبر ۳ جلد ۹ کے بعد جو ماہ جولائی مین شائع ہوا
تھا دسمبر سے پہلے اس رسالہ اور اس کے ضمیمہ کا کوئی
پرچہ شائع نہین ہو سکا جسکی وجہ یہ ہے کہ خاکسار (اڈیٹر)
۱۵ اگست سے ۲۴ نومبر تک بعض قومی خدمات و ضروریات مین
ایسا مصروف رہا کہ مضمون رسالہ کا ایک ورق نہین لکھ سکا۔
اسی اثنا مین سیالکوٹ کا سفر پیش آگیا۔ اس سفر مین اکثر روزانہ

گشت رہتا تھا تمام ایام [illegible]
ہفتہ خالی نہ گذرتا تھا کہ [illegible]
گو [illegible]
اتفا[ق] [illegible]
ضروریات سے متعلق [illegible]
رسالہ کی مضمون نویسی [illegible]
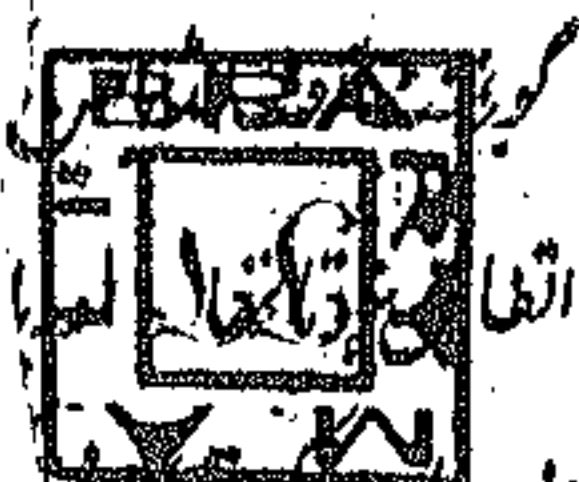
ویچ [illegible] کو ۱۰
بھی تجربہ ہو گیا ہے
جو صاحب ہمارے
تجربہ و بیان کو
صحیح سمجھین اور
کشتہ کا جلد [illegible]
کرین یہ موسم [illegible]
اس کے استعمال
کے لئے عمدہ ہے
ہے۔ [illegible]
مولوی عبدالرحمن
صاحب شاہ پور
ضلع مظفر نگر
قیمت فی شیشہ
یہ اعلام محض [illegible]
خیر خواہی اہل
اسلام کی نظر سے
ہوا ہے اور [illegible]
چاہا کہ جیسا اس [illegible]
کشتہ سے [illegible]
اٹھایا ہے اور
مسلمان بھی اٹھاوین
ہمنے کبھی کسی اشتہار [illegible]
لیکر ویچ رسالہ نہین کیا
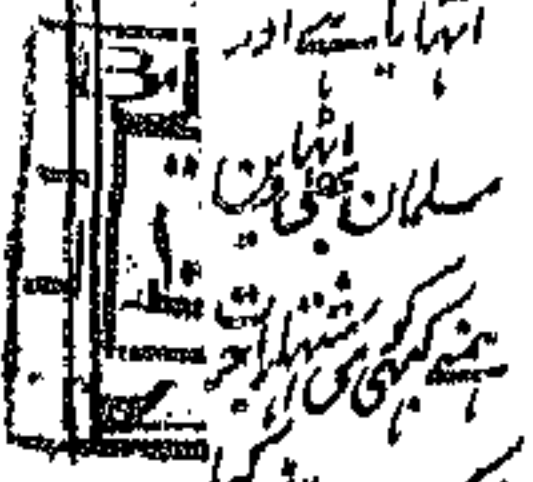
کہ زمانہ حال کے اہلحدیث ان اہلحدیث مین داخل نہین جنکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی مین انکو اہلحدیث کہا گیا ہے۔ مگر یہہ عذر ہمارے دعوی اور اسکے دلائل کے مخالف نہین ہے کیونکہ اس مین اہل حدیث زمانہ حال سے خاصکر بحث و تعرض نہین ہوا و معہذا اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون "اہلحدیث قدیم ہین یا جدید" بضمن رسالہ نمبر (۱۱) (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ برآن ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہین جسکو آیندہ "اشیو" مین شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالی ایسا ہوگا کہ اس مین ہمارے بھائیون کو سر ہو مقال کی مجال نہ ہوگی۔

اس مضمون حال سے یہہ بات تو ثابت ہوگئی کہ اہل اسلام مین کوئی فرقہ اہلحدیث بھی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصاً حنفیہ نے اپنے اور دیگر اہل مذاہب اربعہ کے مقابلہ مین اہل حدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق مین (اس مین اہل حدیث زمانہ حال داخل ہون خواہ خارج) استعمال کرنا انکی دل آزردگی کا باعث نہین ہوسکتا۔ وہو المدعا۔

سرمہ چشم آریہ

یہ کتاب لاجواب مؤلف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جو بغرض تحریر ریویو مصنف عالی ہمت نے ہماری پاس بھجوائی ہے اس مین جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام ہوشیارپور ہوا تھا۔ اس مباحثہ مین جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ مین آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اسکی تعلیمات و عقاید (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے ہم بجای تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب نقل اصل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ وہ مطالب بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید خود شہادت دینگے

کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہیگی

مصنف باخبر نے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ مین بصفحہ ۱۲۲ لکھا ہے
فرمایا ۔ سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہین انکے پاس صرف یہی ایک ہتھیار
ہے اور وہ بھی ٹوٹا ہوا کہ شق القمر قوانین قدرتیہ کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم
ہوا کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھہ تفتیش کرکے پھر وہ تاریخی ثبوت پیش کرین جو
اس واقعہ کی صحت پر دلالت کرتے ہین سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے ماننے والے یعنی قانون قدرت
کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہین کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہانتک انسان اپنی
عقلی قوتون سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہین یعنے مصنوعات
و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چارون طرف یہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی
یا غیر مادی جو ہم مین اور ہمارے اردگرد یا فوق و تحت مین موجود ہے وہ اپنے وجود اور قیام
اور ترتیب آثار مین ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اوسکی ذات مین پایا جاتا
ہے اور کبھی اس سے جدا نہین ہوتا ۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا بغیر خطا کے اسی
طرح ہوتا ہے اور اسیطرح ہوگا پس وہی سچ ہے اور اصول ہی وہی سچے ہین جو اس کے
مطابق ہین ۔ مین کہتا ہون کہ بلاشبہ یہ سب سچ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ قدرت
آلہی کے طریقے اور اوس کے قانون اسی حد تک ہین جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ مین آچکے
ہین اس سے زیادہ نہین ۔ جس حالت مین آلہی قدرتون کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری
مسئلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے
لیے دروازہ کھلا ہوا ہے تو پھر کسقدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ حجت پیش کرین کہ
جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے بلکہ جس حالت
مین ہم اپنے مونہہ سے اقرار کر چکے ہین کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہین تو پھر ہمارا
یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور مین آوے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر دیکھ

اسکو رد نکرین بلکہ خوب متوجہ ہوکر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لین اگر وہ ثابت
ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست مین اسکو بہی داخل کرلین اور اگر وہ ثابت نہو تو صرف
اتنا کہدین کہ ثابت نہین مگر اس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہین ہونگے کہ وہ امر قانون
قدرت سے باہر ہے - بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجہنے کے لیے ہماری لئے یہ ضرور ہے
کہ ہم ایک دائرہ کیطرح خدا تعالے کے تمام قدرتین ازلی و ابدی پر محیط ہوجائین اور بخوبی
ہمارا فکر اسبات پر احاطہ تام کرے کہ خدا تعالے نے روز اول سے آجتک کیا کیا قدرتین
ظاہر کین اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ مین کیا کیا قدرتین ظاہر کرے گا - کیا وہ جدید در جدید
قدرتون کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کولہو کے بیل کیطرح انہین چند قدرتون مین مقید اور محصور
رہیگا جنکو ہم دیکہہ چکے ہین اور جنپر ہمارا الجزئی احاطہ ہے اور اگر انہین مین مقید اور محصور رہیگا
تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقت کی یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے
ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتون کے دکہلانے سے عاجز آئیگا یا کسی دوسرے قاسر نے اسپر
جبر کیا ہوگا یا اوس کی خدائی کو انہین چند قسم کی قدرتون سے قوت پہونچتی ہے اور دوسری
قدرتون کے ظاہر کرنے سے اوسپر زوال آتا ہے - بہرحال اگر ہم خدا تعالے کی قدرتون کو
غیر محدود مانتے ہین تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اسکی قدرتون پر احاطہ کرنے کی امید رکہین
کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ مین محدود ہوسکین تو پہر غیر محدود اور غیر متناہی
کیونکر رہین اور اس صورت مین نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے
ازلی و ابدی کی تمام قدرتون کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بہاری نقص یہ بہی ہے
کہ اوسکی قدرتون کے محدود ہونے سے وہ خود بہی محدود ہوجائیگا اور پہر یہ کہنا پڑیگا کہ
جو کچہ خدا تعالے کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کرلی ہو اور اس کے گہراؤ اور تہ تک ہم
پہونچ گئے ہین اور اس کلمہ مین جسقدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بہری ہوئی ہے وہ
ظاہر ہے حاجت بیان نہین سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر لینا اور اسپر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کو نئے اسرار کھلنے سے نا امید ہو جانا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدائے ذو الجلال کو جیسا کہ چاہیئے شناخت نہیں کیا اور جو اپنی فطرت میں نہایت منقبض واقعہ ہوئے ہیں یا شاید کہ ایک کنوئیں کی مینڈک ہو کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ گویا ایک سمندر نا پیدا کنار پر انکو عبور ہو گیا ہے تمام خوشیاں عارفوں کی اور تمام رحمتیں غم زدوں کی اس میں ہیں کہ خدا تعالے کی قدرتوں کا کنارہ لا یدرک ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی یا آزمائشی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اس عادت سے بہت سے رطب یابس کا ذخیرہ اکھٹا ہو جائے گا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذو الجلال کی تعظیم کر کے اس کے نئے کاموں کی نسبت (جو تمہاری محدود نظروں میں نئے دکہائی دیتے ہیں) بیجا ضد بہت کرو کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں خدا تعالے کی عجائب قدرتوں اور فائق حکمتوں اور پیچ در پیچ اسراروں کے ابھی تک انسان نے کلی حد بست نہیں کی اور نہ آگے کو اسکی لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اس مالک الملک کے وراء الورا بھیدوں کی ایک چھوٹے سے رقبہ زمین کیطرح پیمایش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ کرنیکا دم مار سکے مجھے ان صاحب وطن لوگوں کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہیں جو اپنے اوس پیارے مالک سے دلی محبت رکھتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خود انکو وہی انکی سچی محبت یہ طریق ادب سکہا وے گی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احدیت کے علم کے ساتھ اپنے محدود علم کو برابر جاننا اور اسکی ازلی ابدی قدرتوں کو اپنے مشاہدات یا معلومات سے زیادہ نہ سمجھنا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب اور تعظیم اور عجز اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن میں ان خشک فلسفیوں کو جو عشق الٰہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہیں جہانتک مجھے طاقت عقلی دی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کیطرف پھیرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں

کہ اُنکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہوگئی ہے اور اونکی بیجا آزادی اور ضعف ایمانی نے بہت ہی
برا اثر اُنکے ارادت باطنی اور اونکی دینی اولوالعزمی اور اونکی اندرونی حالت پر ڈالا ہے
اور عجیب طور پر اُنہون نے ضلالت کو صداقت کے ساتھہ ملا دیا ہے" پھر ان فلسفیون
کی فہمائش کے لیے صفحہ ۴۵ مین فرمایا ہے۔ کہ قانون قدرت کوئی ایسی شئے نہین ہے
کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالے کے ان
افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور مین آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا
تعالے اپنی قدرتون کے دکھلانے سے تھک نہین گیا ہے اور نہ یہہ کہ اب قدرت
نمائی سے بے زور ہوگیا ہے یا کسی طرف کو جھک گیا ہے یا کسی خارجی قاسر سے
مجبور کیا گیا ہے اور مجبوراً آئندہ کے عجائب کامون سے دستکش ہوگیا ہے اور ہمارے
لیے وہی چند صدیون کی کارگذاری یا اس سے کچہہ زیادہ سمجھ لو چھوڑ گیا ہے اس لیے ساری
عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسی مین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہودہ
قدرتون کو جن مین ابھی صدہا طور کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قدرت خیال نکر
بیٹھین اور ایسے نادان لوگون کیطرح ضد نکرین کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالے
کا فعل ہرگز تجاوز نہین کرسکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعوی ہے جو ہرگز ثابت نہین کیا
گیا اور نہ ثابت کیا جاسکتا ہے ہمنے مانا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہین ہے مگر یہ آپ
کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہین کہ سب خواص نیچر پر انسان محیط ہوچکا ہے کیا اسپر کوئی
دلیل بھی ہے یا نرا تحکم ہی ہے سو یہہ بند کرنا چاہتے ہین یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجارب
و مشاہدات جو آجتک قلمبند ہوچکے ہین صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکھنے
کی جگہہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بھی کہا کرتے ہین کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے
کھلا ہے مین سچ مین ہون کہ کیونکر ایسی چیزین کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت
یا میزان الحق ٹھہر سکتی ہین جنکے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف مین ابھی بہت سی منازل

باتی ہین اور اس ہیچ در ہیچ معمائے پایان تک حکما کو حیران اور سرگردان کر رکھا ہے کہ بعض ان
مین سے حقائق اشیاء کے منکر ہی ہو گئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جسکو سوفسطائی
کہتے ہین) اور بعض ان مین سے یہی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص اشیا ثابت ہین تاہم
دائمی طور پر اُن کا ثبوت نہین پایا جاتا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی
یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانیکا اس خاصیت سے باہر آجاوے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے
مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کرسکے
کیونکہ ایسی عجائب باتین ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین حکما کا یہی قول ہے کہ بعض تاثیرات
ارضی یا سماوی ہزارون بلکہ لاکھون برسون کے بعد ظہور مین آتی ہین جو ناواقف
اور بے خبر لوگون کو بطور خارق عادت معلوم دیتی ہین اور کبھی کبھی کسی کسی زمانہ مین
ایسا کچھ ہو رہتا ہے کہ کچھ عجائبات آسمان مین یا زمین مین ظاہر ہوتے ہین جو بڑے بڑے
فیلسوفون کو حیرت مین ڈالتے ہین اور پھر فلسفی لوگ انکے قطعی ثبوت اور مشاہدہ سے
خیرہ اور متندم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی ماہیت مین انکو گھسیٹر دیتے ہین تا ان کے
قانون قدرت مین کچھ فرق نہ آجاوے ایسا ہی یہ لوگ ادہر کی ادہر لگا کر اونچی باتون
کو کسی علمی قاعدہ مین جگہ دیکر گذارہ کر لیتے ہین جب تک پردار مچھلی نہین دیکھی گئی
تھی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ تہا اور جب تک متواتر دُم کے کٹنے سے دم کٹے
کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض
زمینون مین کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ نکلی کہ پتھرون کو گھلا دیتی تھی مگر
لکڑی کو جلا نہین سکتی تھی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ مین ہونا خلاف
قانون قدرت سمجھتے رہے جب تک اسپیرٹیہ کا آلہ نہین نکلا تھا کس فلسفی کو
معلوم تہا کہ عمل ٹرینس فیوژن آف بلڈ یعنے ایک انسان کا خون دوسرے انسان
مین داخل کرنا قانون فطرت مین داخل ہے پہلا اُس فلاسفر کا نام لینا چاہیے جو ایک

مشین یعنے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تہا ۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود ۔ گرچہ یکتن باشد و یا بوعلی سینا بود ۔

یہ ثابت ہوچکا اور ہمیشہ مشاہدہ مین آتا ہے کہ جو لوگ خواہ نخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہین وہ اپنی رائے مین بہت کچے ہوتے ہین اگر دس بیس معتبر اور پختہ عقلمند اور انکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہنسی کے طور پر بہی بیان کردین مثلاً یہ کہدین کہ ہم ایک پروار آدمی کو بچشم خود دیکھ آئے ہین یا ایک پتھر مین سے شہد مترشح ہوتا ہم نے دیکھا کیا بلکہ کہایا ہے یا آسمان سے ہم نے پہول برستے دیکہے اور پہولون مین سے سونا نکلا یا شاید کوئی واقعہ صحیح ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخبارون مین شائع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک مین ایک پتھر تین من وزنی برسا جس مین ہڈیان بہی ملی ہوئی ہین شاید اون کی ہڈیان ہین جو چاند کے کرہ مین رہنے والے ہین تو فی الفور ایک فلاسفر صاحب کے دل مین ایک دہڑکا سا شروع ہوجائیگا تو یہہ دہڑکا اور اضطراب اس کم بخت کا اس کے نقصان عقل اور فہم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکا ظن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت مین انسان کبہی تردد نہین کرسکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہین کہ تو زندہ نہین بلکہ مرا ہوا ہے ۔ تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سے بہی اپنی زندگی سے شک مین نہین پڑے گا بلکہ بے شمار اشخاص کا مجمع بہی اپنے حلفی گواہون سے اسکو اضطراب مین نہین ڈالے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا الیقین ہے ۔ یہہ بہی دیکہا گیا کہ فلسفہ مین جو واقعی دانا ہین وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکہتے ہین کیونکہ انکے معلومات وسیع ہین اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے ۔

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب مین لکہتا ہے جو یونانیون مین یہہ قصے بہت مشہور ہین جو بعض عورتون کی جوانی تین

عفیفہ اور صالحہ تہین بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی سے پہر علامہ موصوف بطور
رائے کے لکہتا ہے کہ یہہ قصے افترا پر محمول نہین ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف
افراد اور مہذب قومون مین ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہین پا سکتے ہین اور نہ عورتون
کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت مین اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کرین جس
سے اور بہی ہنسی کرائین اور ہمین اسبات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ خواہ نخواہ ایسی تمام
عورتون پر زنا کا الزام لگائین جو مختلف ملکون اور قومون اور زمانون مین مستور الحال
گذر چکی ہین کیونکہ طبعی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتین جو
بہت ہی نادر الوجود ہین بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہین کہ انکی منی دو نو طور
قوت فاعلی و انفعالی رکہتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش مین آکر خود بخود
حمل ٹہرنیکا موجب ہو جائے مین کہتا ہون کہ ایسے قصے ہندون مین بہی مشہور ہین
سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کے انہین قصون پر بنیاد پائی جاتی ہے۔

غرض یہ خیال ہندون مین بہی پڑا چلا آتا ہے یہانتک کہ رگ وید مین
لکہا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تہا
اور ایسا ہی شمس و قمر سے بہی شرفا آریہ کی پاکدامن لڑکیون کو حمل ہوتا رہا ہے اب
ان قصون اور کہانیون کو جو بکثرت مختلف قومون مین پائی جاتی ہین یکمرتبہ مردود
اور باطل سمجہکر پایہ اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہین ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر ان
قصون کو انکے زوائد سے الگ کر کے دیکہا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق خاص
علم طبعی کا چہپا ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اسبات پر ضد
نہین کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچہ حقیقت رکہتی ہے تو پہر عام طور پر کیون وقوع مین
نہین آتی کیونکہ اول تو یہہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہین ہین جیسے آجکل کے نئے فلسفی
انکو خیال کر رہے ہین بلکہ مختلف قومون مین انکے آثار سلسلہ وار چلے آئے

ہین اگرچہ عبرانیون مین تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش مین بیان کیے گیے ہین لیکن
یونانیون اور آریون کی کتابون مین اس کی نظیرین بہت پائی جاتی ہین - اور حال کے
زمانہ اور اس کے قریب ہی بعض ممالک کی عورتین حملدار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی
رہی ہین اب ان سب قصون کی نسبت گو کسی منکر کی کیسی ہی راے ہو مگر صرف ان
کے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے وہ سب کے سب رد نہین کیے جا سکتے اور ان کے ابطال پر کوئی
دلیل فلسفی قائم نہین ہو سکتی بلکہ اکثر یونانی فلسفی (آسمانون کے ماننے والے) اور انہین مین
سے افلاطون اور ارسطو بہی اسبات پر متفق ہین کہ حادث چیزون کی مبادی
آسمانون کی حرکتین اور اونکے مختلف دورے ہین - اسی جہت سے علوی اور سفلی چیزون
کی حکم اور حال مختلف ہوتے ہین اور اسی بنا پر انکے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک
دور مین ایسی عجائب چیزین یا عجائب شکلون کے جانور پیدا ہون کہ نہ تو دورہ سابق
مین اور نہ دور لاحق مین انکی نظیر پائی جائے غرض نادر الظہور اشیا کا سلسلہ اس
وضع عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے - اور علامہ موصوف نے اس مقام مین ایک تقریر بہت
ہی عمدہ لکہی ہے وہ لکہتے ہین کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع مین ہونے کی وجہ سے باہم
متناسب الطبع واقعہ ہین مگر پہر بہی اون مین سے بعض کو نادر طور پر کبہی کبہی کسی کسی زمانہ
مین خاص خاص طاقتین یا کسی اعلے درجہ کی قوتین عطا ہوتی ہین جو عام طور پر دوسرون
مین نہین پائی جاتین جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ مین
تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہے اور بعض کی قوت حافظہ
یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہونچی ہے جو اوسکی نظیر نہین پائی گئی اور اس قسم کے
لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہین جو صدہا یا ہزارون برسون کے بعد کوئی فرد ان مین
سے ظہور مین آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر
ہوا کرتی ہے اور یہ بہی ہوتا ہے کہ عام لوگون کی نگاہ مین جو باتین کثیر الوقوع اور متواتر

الظہور ہوں وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں اور انہیں کی سچائی پر پختہ اعتقاد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہیں وہ بمقابل امور کثیر الوقوع کے نہایت مضمحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دکھائی دیتے ہیں اسی وجہ سے عوام کیا بلکہ خواص کو بھی ان کے وجود میں شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں سو بڑی غلطی جو حکما کو پیش آتی ہے اور بڑی بھاری ٹھوکر جو ان کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے یہی ہے کہ وہ امور کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے اور جو کچھ ان کے آثار چلے آتے ہیں انکو صرف قصص اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر سے ٹال دیتے ہیں حالانکہ یہہ قدیم سے عادت اللہ ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات بھی کبھی کبھی ظہور میں آتے رہتے ہیں اسکی نظیریں بہت ہیں جنکا لکھنا موجب تطویل ہے اور حکیم بقراط نے اپنی ایک طبی کتاب میں چند چشم دید بیماریوں کا بھی حال لکھا ہے جو قواعد طبی اور تجربہ اطبا کی رو سے ہرگز قابل علاج نہیں تھی مگر ان بیماروں نے عجیب طور پر شفا پائی جسکی نسبت انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے۔ اس جگہہ ہم اس قدر اور لکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بات صرف نوع انسان میں محدود نہیں کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع خواص کا انمیں سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھیں تو یہ دوسرا سلسلہ ہر ایک نوع میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً نباتات میں سے اک کے درخت کو دیکھو کہ کیسا تلخ اور زہرناک ہوتا ہے مگر کبھی مدتوں اور برسوں کے بعد ایک قسم کی نبات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیرین اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیمی تلخی کو دیکھتا آیا ہو بیشک وہ اس نبات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزوں میں بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور میں آجاتا ہے۔ پھر اس مقدمہ کو ختم کرنے کے بعد اصل اعتراض مخالفین کا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت کے مخالف ہے اور تاریخی واقعات میں اسپر شہادت پائی نہیں جاتی۔ پہلا عقلی جواب دیا ہے اور پھر اسکے بعد

اسکا قانون قدرت کے مخالف نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپر تاریخی شہادت کا ثبوت دیا اور بعض صفحہ ۹۳ ہم نے کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہون نے عام اور علانیہ طور پر یہ دعوے مشہور کردیا تھا کہ میرے ہاتھ سے معجزہ شق القمر وقوع مین آگیا ہے اور کفار نے اسکو بچشم خود دیکھہ بھی لیا ہے مگر اسکو جادو قرار دیا اپنے اس دعوی مین سچے نہین تھے تو پھر کیون مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ مین تھے جنکو یہ خبرین گویا نقارہ کی آواز سے پہنچ چکی تھی چپ رہے اور کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکھایا اور کب ہم نے اسکو جادو کہا اور اسکی قبول سے موںھہ پھیرا اور کیون اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور موںہہ بند رکھا یہانتک کہ اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو ان کی مخالفانہ حالت اور جوش مقابلہ کے بالکل برخلاف تھی اسبات کا یقین نہین دلاتی کہ کوئی ایسی سخت روک تھی جسکی وجہ سے کچھہ بول نہین سکتے تھے مگر بجز ظہور سچائی کے اور کونسی روک تھی یہ معجزہ مکہ مین ظہور مین آیا تھا۔ اور مسلمان ابھی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تھے پھر تعجب یہ کہ انکے مبٹیون پوتون نے بھی انکار مین کچھہ زبان کشائی نکی حالانکہ اونپر واجب و لازم تھا کہ اتنا بڑا دعوے اگر افترا محض تھا اور صدہا کوسون مین مشہور ہوگیا تھا اس کے رد مین کتابین لکھتے اور دنیا مین شائع اور مشہور کرتے اور جبکہ لاکھون آدمیون عیسائیون عربون یہودیون مجوسیون وغیرہ مین سے رد لکھنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تھے وہ علانیہ ہزارون آدمیون کی روبرو چشم دید گواہی دیتے رہے جنکی شہادتین آج تک اس زمانہ کی کتابون مین مندرج پائی جاتی ہین تو یہ صریح دلیل اسبات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر مشاہدہ کر چکے تھے اور رد لکھنے کے لیے کوئی بھی گنجایش باقی نہین رہی تھی اور یہی بات تھی جس نے انکو منکرانہ شور و غوغا سے چپ رکھا تھا سو جبکہ اسی زمانہ مین کروڑہا مخلوقات مین شق القمر معجزہ شیوع پا گیا مگر ان لوگون نے مخلبت زدہ ہوکر اس کے مقابلہ پر دم

بہی نمارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق القمر
کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اسبابت کا جواب مخالفین اسلام کے
پاس کوئی نہین کہ جس دعوی کا رد انہین ضرور لکھنا چاہیئے تہا انہون نے کیون نہین
لکھا آنحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہین تہے تا یہ عذر پیش کیا جائے کہ
ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذہب پر کچھ حملہ نہین کیا چشم پوشی کے لائق تہا
بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تہے اس
صورت مین مطلق طور پر جوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تہے - ماسوا اسکے
یہ بہی کچہ ضروری معلوم نہین ہوتا کہ واقعہ شق القمر جو چند سیکنڈ سے کچہ زیادہ نہین تہا
ہر ایک ولایت کے لوگ اطلاع پا جائین کیونکہ مختلف ملکون مین دن رات کا قدرتی
تفاوت اور کسی جگہہ مطلع ناصاف اور پرغبار ہونا اور کسی جگہہ ابر ہونا ایسا ہی کئی
اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہین - اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور
عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ ہر وقت آسمان کیطرف نظر لگائی رکہے
بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنیکا اور بعض موسمون مین اندر بیٹہنے
کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے -

پہر ان سب باتون کے بعد ہم یہ بہی لکہتے ہین کہ شق القمر کے واقعہ پنڈتون
کی معتبر کتابون مین بہی شہادت پائی جاتی ہے مہابہارت کے دہرم پرب مین
بیاس جی صاحب لکہتے ہین کہ ان کے زمانہ مین چاند دو ٹکڑے ہو کر پہر مل گیا تہا اور
وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بسوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہین
لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققون کے بیان سے
پایا جاتا ہے کہ مہابہارت وغیرہ پران کچہہ قدیم اور پرانے نہین ہین بلکہ بعض
پرانون کی تالیف کو تو صرف آٹہہ سو اور نو سو برس ہوا ہے اب قرین قیاس

ہے کہ مہابہارتہ یا اسکا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہا
لکہا گیا اور بسو امتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندون کی اپنے
بزرگون کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت
ہندؤن مین مولف تاریخ فرشتہ کیوقت مین بھی بہت کچھ پہیلی ہوئی تہی کیونکہ اس نے
اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم مین ہندون سے یہہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے
کہ شہر دہار کہ جو متصل دریا کے پہنبل صوبہ مالوہ مین واقعہ ہے اب اسکو شاید دہار انگری
کہتے ہین وہان کا راجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹہا تہا ایک بارگی اوس نے دیکہا کہ چاند
دو ٹکڑے ہو گیا اور پہر ملگیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کہل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ
وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا اسملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہ یہی
بیان کرتے تہے اور اسگرد نواح کے ہندؤن مین یہ ایک واقعہ مشہور تہا جس
بنا پر ایک محقق مؤلف نے اپنی کتاب مین لکہا - بہرحال جب آریہ دیس کے راجون
تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبون کے مہابہارتہ مین درج بہی ہو گئی
اور پنڈت دیانند صاحب پر انون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجہتے ہین اور قانون
قدرت کی حقیقت بہی کہل چکی تو اگر اب بہی لالہ مرلیدہر صاحب کو شق القمر مین کچہ
تامل باقی ہو تو انکی سمجہ پر ہمین بڑے بڑے افسوس ہین گے ۔)

پہر صفحہ ۸۴ آریہ کے اصول تناسخ پر دلچسپ بحث کی ہے پہر صفحہ ۹۱
سے ۱۰۲ تک آریہ کے اصول اعتقادات اور وید کی تعلیمات کے صحیح نہونے پر بحث کی ہے
جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سے حظ اٹہانا چاہتے ہین وہ اصل کتاب بقیمت ۱۲ عہ از جناب
مصنف کے جو قادیان ضلع گورداسپور مین مقیم ہین طلب فرماکر ملاحظہ فرماوین ۔
اور **حمیت و حمایت اسلام** تو اسیکا متقاضی ہے - کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس بیس ہیں نسخہ خرید کر ہندو مسلمانون مین تقسیم کرے - ہمین ایک فائدہ تو یہ ہے
کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائیگی - اور اس سے
آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیون کو جو اسلام کے مقابلہ مین وہ کرتے ہین روک
ہوگی -

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سے دوسری تصانیف مرزا
صاحب (سراج منیر وغیرہ) کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی -
ہمنے سنا ہے کہ ہنوز تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی زر کے سبب معرض
التوا مین ہے اور اسکی مصارف طبع کے لیے آمد قیمت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے **یہ**
بات صحیح ہے تو مسلمانون کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت مین
تمام جہان کے اہل مذاہب سے مقابلہ کے لیے وقف اور فدا ہو رہا ہے پہر اہل اسلام کا
اس کام کی مالی معاونت مین یہ حال ہے - شاید ان خام خیالون کو یہ خیال ہوگا کہ مرزا
صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد جسکو انہون نے **مخالفین اسلام**
کو مقابلہ پر **انعام** دینے کے لیے رکہا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کرلین تو پیچھے
گروہ انکو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور بہی افسوس کے لائق
ہے - اس افسوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور انہون نے بہت جلد "سرمہ چشم آریہ" کو ہاتہون
ہاتہہ اٹہا کر مصارف طبع سراج منیر کے لیے روپیہ مہیا نہ کر دیا تو ہمکو ان کے حال پر آنسو
بہانا پڑے گا - **ای خدا تعالی** تو ایسا نہ کر مسلمانون کو دل ہمت سماحت ہمدردی
عطا فرما آمین ثم آمین -